قارئین بنام مدیر

افکار و تاثرات

○ امریکی کانگریس میں فتنۂ مرزائیت کا تعاقب
○ داعیٔ کبیر مولانا ابوالحسن علی ندوی کا مکتوب گرامی
○ ہمدرد وقف اسلامی
○ ایران اسرائیل گٹھ جوڑ
○ خیر و برکت کے زمان و مکان

امریکی کانگریس میں فتنۂ مرزائیت کا تعاقب | برادرِ عزیز سمیع الحق صاحب! سلام مسنون۔

ایک مدت کے بعد حاضرِ خدمت ہو رہا ہوں۔ اس دوران میں ملک میں کیا کیا تبدیلیاں نہ آئیں۔ آپ کی سرگرمیوں کی اطلاعات اخبارات اور الحق سے ملتی رہتی ہیں۔ کئی بار سوچا کہ آپ سے خط و کتابت کا سلسلہ از سرِ نو استوار کیا جائے لیکن اپنی کوتاہی اور آپ کی مصروفیات کا خیال بار بار آڑے آتے رہے۔ امید ہے آپ اور قبلہ محترم والد صاحب بخیر و خوبی ہوں گے۔

اس وقت لکھنے کی تقریب یہ بنی کہ نومبر ۱۹۸۷ء کے الحق میں آپ نے ایک اداریئے میں امریکی امداد کے تعطل پر قادیانیوں کے سلسلے میں جس امریکی امداد کی شرط کا ذکر کیا ہے، اس سے متعلق کچھ تفصیلات آپ کے گوش گذار کر دوں۔

ہوا یہ تھا کہ گذشتہ سال جب پاکستانی امداد کا مسئلہ کانگریس کے سامنے زیر بحث تھا تو مقامی قادیانی جماعت نے اپنے طور پر کانگریس کے کچھ ممبران کے کان بھرنے شروع کر دیئے تھے کہ پاکستان میں ہم پر بہت ظلم و ستم ہو رہا ہے، ہمارے لوگوں کی جان مسلسل خطرے میں ہے اور حکومت کی سرپرستی میں ہمارے مکانوں اور کاروبار پر حملے کیے جا رہے ہیں، نیز یہ کہ ہمیں اپنے مذہب پر آزادانہ طور پر عمل کرنے سے روکا جا رہا ہے اور اس سلسلے میں نئے نئے قوانین بھی بنائے جا رہے ہیں، یہ مسئلہ چونکہ (HUMAN RIGHTS) سے تعلق رکھتا ہے اور اس سلسلے میں امریکی حکومت اور کانگریس کی ایک خاص پالیسی بھی ہے، لہٰذا پاکستان کی امداد کا بل منظور کرتے وقت بل میں یہ شرط بھی عائد کر دی جائے کہ پاکستان اپنی اقلیتوں سے مساوی اور منصفانہ سلوک کرے اور بالخصوص احمدیوں کو مذہبی اور دیگر آزادیوں سے محروم نہ کرے۔ (SUNATE) میں تو قادیانی حضرات کی کچھ شنوائی نہ ہوئی لیکن (HOUSE) میں دو ایک ممبروں نے ان کی باتوں کا اعتبار کر لیا اور وعدہ کیا کہ وہ اس (PROVISION) کو بل میں شامل کر دیں گے۔ اسی اثناء میں قادیانیوں نے اقوام متحدہ کے (HUMAN RIGHT COMMISSION) سے بھی رابطہ قائم کر لیا تھا اور ان لوگوں کو بھی اپنی مظلومیت کا احساس دلایا تھا۔ ایم، ایم احمد صاحب جو اب ورلڈ بنک سے ریٹائر ہو چکے ہیں اس سلسلے میں خاصے (ACTIVE) تھے اور اپنے مخصوص روابط کو استعمال کر رہے تھے۔ عین انہی دنوں جماعت احمدیہ کے

سربراہ بھی واشنگٹن آ پہنچے۔ ہمارے پوچھنے پر تو انہوں نے یہی بتایا کہ وہ صرف اپنے "جماعتی" اور "تنظیمی" کاموں کے سلسلے میں آئے ہیں۔ لیکن عین ان دنوں میں جب پاکستان کی امداد کا بل کانگریس میں زیرِ بحث تھا، ان کا واشنگٹن آنا خالی از علت نہ تھا۔ چنانچہ اُن کی آمد کے اگلے روز ہی معلوم ہوا کہ انہوں نے کانگریس کے کچھ ممبران سے ملاقاتیں شروع کر دی ہیں۔

میں نے اور برادرِ عزیز میرے رفیقِ خاص نے پاکستانی سفارت خانے والوں سے رجوع کیا تو معلوم ہوا کہ انہیں سارے حالات کی تو خبر نہیں تھی البتہ بل میں مذکور اس شرط کے بارے میں معلوم ہو چکا تھا۔ سفارت خانے والوں کا موقف یہ تھا کہ فکر کرنے کی ضرورت نہیں جب وقت آئے گا تو دیکھا جائے گا۔ میرے رفیق نے اپنے طور پر بہت کام کیا اور کانگریس میں کئی اہم (STAFFERS) سے ملاقاتیں کیں۔ میرے پاس قادیانیت پر جو فائل تھی اُس میں سے جتنا کچھ بھی (MATERIAL) تھا میں نے ان کے حوالے کر دیا جس کی فوٹو کاپیاں بنوا کر کانگریس میں تقسیم کی گئیں۔ بعد میں رفیقِ محترم اور میں نے یہ محسوس کیا کہ ایک تفصیلی رپورٹ کی ضرورت ہے جو قادیانیت کی صحیح تصویر کانگریس کے اُن ممبروں کے سامنے پیش کرے جن سے ایم ایم احمد صاحب اور مرزا صاحب ملاقاتیں کر چکے ہیں اور انہیں اپنے نقطۂ نظر کا قائل بھی کر چکے ہیں۔ ہمارا خیال تھا کہ امریکی CONTEXT میں یہ بات کہنا زیادہ اہم نہیں ہوگا کہ ہم مسلمانوں کو اپنے عقائد کے اعتبار سے قادیانیوں سے کیا اختلافات ہیں بلکہ یہ بتانا زیادہ مفید ہوگا کہ قادیانی لٹریچر میں اور بالخصوص ان کے بانی کی تحریروں میں حضرت مریمؑ اور حضرت عیسٰیؑ کے بارے میں کیسی لچر، بیہودہ، فحش اور بے سر و پا باتیں اور عقائد درج ہیں، اس سے یہ ہوگا کہ یہ لوگ خود بخود قادیانیوں کی ہمدردی سے دستبردار ہو جائیں گے۔ چنانچہ یہی سوچ کر میں نے اپنے ایک پاکستانی دوست کو اسلام آباد میں (TELEX) بھیجا کہ آپ اس طرح کی چیز جس میں یہ اور یہ حوالے درج ہوں قادیانیوں کے بارے میں جلد از جلد بھجوا دیں۔ وہ صاحب ان دنوں شاید لندن میں تھے۔ اُن کے دفتر سے مجھے کوئی دو ہفتے بعد ایک پیکٹ ملا جس میں بزبان انگریزی محمود غازی صاحب کا ایک مضمون تھا۔ میں نے بڑے شوق سے پیکٹ کھولا اور مضمون پڑھا۔ مضمون بے حد (INCOHERNT DISJOINTED) (معاف کیجئے میری اردو بہت خراب ہو گئی ہے) اور کمزور تھا اور زبان بھی بے حد پھسپھسی اور کہیں کہیں جگہ غلط۔ صاف لگتا تھا کہ موچی دروازے (لاہور) کی کسی تقریر کے لیے لکھا گیا تھا۔ میں ان صاحب سے واقف نہیں ہوں، ممکن ہے یہ صاحب اچھے اور معقول آدمی ہوں ـــ حسنِ ظن یہی ہے ـــ لیکن یہ مضمون بہت مایوس کن تھا۔ میں نے اپنے رفیق کو فون کر کے بتایا کہ مضمون تو آگیا ہے لیکن میں ایسا مضمون کانگریس میں (CIRCULATE) کر کے اپنا کیس خراب نہیں کرنا چاہتا۔

بہرحال اس دوران میں ہم نے لائبریری آف کانگریس سے مرزا صاحب کی کچھ کتابوں سے حضرت عیسٰیؑ اور حضرت مریمؑ کے بارے میں حوالے دیکھ کر ان کی نقلیں بنوالیں اور کانگریس میں متعلقہ افراد کو مع ترجمے کے مہیا کر دیں۔ اتفاق کی

بات کہ کانگریس کے جو ممبر اس معاملے میں زیادہ سرگرم تھے اُن کا تعلق یہاں کے مذہبی حلقوں سے بھی خاصا تھا۔ میرے رفیق نے اور میں نے اپنی ملاقاتوں میں دبے دبے لفظوں میں یہ دھمکی بھی دی کہ اگر آپ لوگ قادیانیوں کی حمایت سے دستبردار نہ ہوئے تو ہمارے لیے اس کے سوا اور کوئی چارہ نہ ہوگا کہ ہم آپ کی حمایت کرنے والے مذہبی رہنماؤں کو یہ بتا دیں کہ آپ ایک ایسے گروہ کی طرفداری کر رہے ہیں جو حضرت عیسیٰؑ اور حضرت مریمؑ کے بارے میں ایسے بے ہودہ خیالات رکھتا ہے۔ یہ دھمکی کارگر ثابت ہوئی۔

اسی دوران میں میرا TELEX ملنے کے بعد شاید میرے اسلام آباد والے دوست سیکرٹری وزارتِ خارجہ سے بھی اس کا ذکر کیا جنہوں نے غالباً یہ جواب دیا کہ پاکستانی سفارت خانے سے اُن کو جو اطلاعات ملی ہیں اُن کے مطابق بقول اُن کے : (WE HAVE ALREADY TAKEN CARE OF THE ISSUE) ظاہر ہے یہ بات درست نہیں تھی۔ ایشو تو وہیں تھا سفارت خانے والے (BILLIONS) کے چکر میں پریشان تھے اور اس سلسلے میں اُنہیں کوئی تشویش نہیں تھی —— بل پاس ہونے سے دو روز قبل مجھے کانگریس کے ایک STAFFER نے اس کا مسودہ دکھایا تو یہ شرط جوں کی توں موجود تھی۔ ہم نے احتجاج کیا تو بتایا گیا کہ سب کمیٹی کے چیئرمین STEPHEN SOLARZ اب اس میں کسی ترمیم کے لیے تیار نہیں ہیں۔ البتہ ہم وعدہ کرتے ہیں کہ جب (HOUSE) سے پاس ہو کر بل سینٹ کے بل کے ساتھ کانفرنس کمیٹی میں جائے گا تو اسے نکال دیں گے، چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ الحمد للہ

اتنی لمبی چوڑی تفصیل لکھنے کا مقصد یہ تھا کہ :-

(۱) اس ساری تگ و دو میں صرف تین چار کانگریس مین سرگرم تھے اور باقی کانگریس نے اس میں کوئی خاص دلچسپی نہیں لی۔

(۲) اب اگلے سال امداد کے بل کے دوران احمدی حضرات نے بہتر تیاری کا پروگرام بنا رکھا ہے اور اس سلسلے میں وہ واشنگٹن میں دو کانفرنسیں بھی حال ہی میں کر چکے ہیں۔ میڈیسن میں ایک کانفرنس کے دوران اور نیویارک میں ایک اور کانفرنس کے دوران انہوں نے اپنے گروہ کے لیے مذہبی آزادی کے فقدان پر بہت سا مواد تقسیم کیا ہے اس سلسلے میں واشنگٹن اور نیویارک ان کی سرگرمیوں کے خاص مرکز بن چکے ہیں۔

(۳) سرکاری حضرات اس مسئلے کو غیر اہم سمجھتے ہیں اور کوئی خاص دلچسپی نہیں لیتے۔ ان کی کچھ مجبوریاں بھی ہیں جن کی بنا پر یہ لوگ ایک خاص حد سے آگے نہیں جانا چاہتے لیکن (CONTEXT OF HUMAN RIGHT) میں ان کو اپنا نقطۂ نظر پیش کرنے میں کیا قباحت ہے، اس کی وجہ سمجھ میں نہیں آتی۔

(۴) قادیانی حضرات نے یہاں پاکستانی شیعہ حضرات کو بھی ساتھ ملانے کی کوشش کی ہے اور اُن سے کہا ہے کہ "آج ہم، کل تمہاری باری ہے"، میرے رفیق کا جواب یہ تھا کہ جب ہماری باری آئے گی تو ہم اپنی جنگ خود لڑلیں گے، فی الحال تو آپ

سے نبٹ لیں۔ لیکن میڈیسن کی کانفرنس میں (جس میں میں خود موجود تھا) ایک قادیانی پروفیسر نے اپنے مقالے میں اپنے "پُر مظالم" کے ساتھ ساتھ شیعوں پر ہونے والے "مظالم" کا بھی ذکر بڑے رقت آمیز لہجے میں کیا۔ یہ ایک نئی (SBRATERY) ہے جس میں ابھی تک انہیں کوئی کامیابی تو نہیں ہوئی لیکن اس پر نظر رکھنے کی ضرورت ہے۔

(۵) جیسا کہ میں نے عرض کیا یہاں کے (CONTEXT) میں اس مسئلہ کو یہیں کے مخصوص مذہبی تناظر میں (TACKLE) کرنا چاہیے۔ یہ کہ قادیانی ختم نبوت کے منکر ہیں، یہاں کے لوگوں کے لیے کسی تشویش کی بات نہیں ہے لیکن یہ کہ ان کے بانی نے حضرت مریمؑ اور حضرت عیسٰیؑ کے بارے میں نہایت گستاخانہ انداز میں لکھا ہے۔ زیادہ مؤثر ثابت ہوگا۔

(۶) مقامی یعنی کالے مسلمانوں میں یہ لوگ یہ پروپیگنڈا کر رہے ہیں کہ پاکستانی حکومت نے کلمۂ طیبہ پر پابندی لگا دی ہے۔

(۷) ہاں ایک بات جس کا ذکر کرنا میں بھول گیا وہ یہ تھی کہ کانگریس (یعنی HOUSE) میں امداد کے بل پر بحث کے دوران جب (STATE DEPARTMENT) کے نمائندے کو حکومت کا نقطۂ نظر پیش کرنے کی دعوت دی گئی تو اس نے پبلک میں، یعنی اپنی (TESTIMONY) کے دوران اس شرط کو حذف کرنے کی سفارش کی تھی۔ تاہم (STATE DEPARTMENT) میں پاکستان ڈیسک کے لوگوں سے جو میری ذاتی ملاقاتیں ہوتی رہتی ہیں ان سے اندازہ ہوا کہ (PRIVATELY) انہیں بھی قادیانیوں کی صورت حال کے بارے میں "کچھ تشویش" تھی، یعنی یہ کہ ان کے ساتھ جو کچھ کیا جا رہا ہے اس کی ضرورت نہیں تھی۔ لیکن اس بات کا اظہار ان لوگوں نے (PUBLIC) میں نہیں کیا۔

(۸) مقامی ہندوستانی پریس خصوصاً: (1) OVERSEAS TRIBUNE (WASHINGTON)

(2) INDIA OBSERVER (NEW YORK)

(3) INDIA ABROAD (CLNCAGO)

قادیانیوں کی شکایتوں اور ان کے "مصائب" کو بڑھا چڑھا کر پبلسٹی دے رہے ہیں۔ ان کی کانفرنسوں کی تفصیلی روئیدادیں مع تصویروں کے شائع کرتے ہیں اور ان کے PROMOTES CAUSE کو کرنے (میری اردو کو کیا ہو گیا ہے؟) میں خوب زور لگا رہے ہیں۔

(۹) یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ قادیانی حضرات بہت بڑی تعداد میں سرمایہ امریکہ منتقل کر رہے ہیں۔ حال ہی میں ان لوگوں نے امریکہ کے مختلف شہروں میں اپنے نئے سنٹر تعمیر کرنے کے جو منصوبے بنائے ہیں اور نئے نئے بزنس کھول رہے ہیں، اس سے پتہ چلتا ہے کہ اب ان کا زیادہ سرمایہ پاکستان سے منتقل ہو کر امریکہ اور مغربی یورپ

کی طرف آ رہا ہے۔

دیکھئے میں نے اتنا لمبا خط لکھ دیا۔ میرا خیال تھا دو صفحے لکھوں گا سات صفحے لکھ دیئے۔ آپ کے پاس بھلا اتنا وقت کہاں ہوگا کہ آپ ان انٹ شنٹ باتوں پر ضائع کریں۔ بہرحال آپ کا اداریہ پڑھ کر آپ سے محبت کے تعلقات کا احساس پھر سے (REVINE) ہوگیا، دعاؤں میں یاد رکھئے۔

والد صاحب محترم کی خدمت میں میرا مؤدبانہ سلام عرض کیجئے اور اُن سے بھی درخواست کیجئے کہ اس گنہگار کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ اللہ تعالیٰ اُن کو صحت و تندرستی کے ساتھ لمبی زندگی دے (آمین) بچے خیریت سے ہیں۔ اپنی ایک کتاب جلد آپ کی خدمت میں بھیجوں گا، ملنے پر اطلاع کیجئے گا۔

والسلام: آپ کا بھائی (محمد عبداللہ۔ واشنگٹن)

داعی کبیر مولانا ابوالحسن علی ندوی کا مکتوب گرامی قدر | "الحق" کے تازہ شمارہ سے مخدومہ والدہ صاحبہ کے انتقال کی افسوسناک اطلاع ملی، میں چونکہ اس مرحلہ سے گذر چکا ہوں، اس لیے جانتا ہوں کہ کسی عمر میں بھی یہ حادثہ پیش آئے فرزند کو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ وہ بچہ ہے اور اس کے سر پر سے سایۂ رحمت اٹھ گیا، میری طرف سے آپ اور حضرت والد ماجد دلی تعزیت قبول فرمائیں۔ یہاں بعد نماز عصر رمضان المبارک میں ختم خواجگان ہوتا ہے، مرحومہ کے لیے اس موقع پر دعائے مغفرت کی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اُن کے درجات بلند فرمائے اور آپ حضرات ان کے لیے صدقۂ جاریہ اور ذخیرۂ آخرت بنیں۔

والسلام، مخلص (حضرت مولانا) ابوالحسن علی (ندوی مدظلہ)

دائرہ شاہ علم اللہ ۱۰ رمضان المبارک ۱۴۰۸ھ

"قرآن — دی فنڈامینٹل لا اوف — ہیومن لائف" | انگریزی زبان میں تفسیر قرآن حکیم ہے، اب تک ۴ جلدیں شائع کی جا چکی ہیں اور ابھی ۹ جلدیں باقی ہیں جن پر کام جاری ہے۔ ہر جلد تقریباً ۵۰۰ صفحات پر مشتمل ہے مغرب کیلئے قرآن فہمی کا اہتمام ضروری ہے کہ یہ تبلیغ کی ایک مبارک صورت ہے۔ ایک ریاست اسلامی کے عین فرائض ہیں کہ وہ اپنی سطح پر نیز حتی المقدور عالمی سطح پر بطریقِ مناسب تبلیغ اسلام کا اہتمام پورے احترام و ثبات کے ساتھ کرے۔ بایں ہمہ ہم اوقاف اسلامی فلاحی سرگرمیوں کے ساتھ اس میدان میں بھی سرگرم عمل ہو کر وہ خدمت سرانجام دیتے ہیں کہ جہاں حکومتِ وقت کی نظر بوجوہ نہیں جاتی۔

ہمدرد وقف اسلامی | بہ ہمہ خلوص و اخلاص اور بہ ہمہ دیانت و امانت اس میدان میں صداقتوں کے ساتھ مستعد ہے۔ "قرآن — دی فنڈامینٹل لا اوف اسلام" ہمدرد وقف ہی شائع کر رہا ہے۔ اوقافِ اسلامی اسلام کا نہایت مبارک و مقدس اور وقیع و رفیع انسٹی ٹیوشن ہے جس کے احترام و اکرام اور جس کا بقا ایک ریاستِ اسلامی کا فرضِ منصبی ہے اور ذمہ داری شرعی ہے۔ پاکستان میں اوقافِ اسلامی کا احترام کرنا چاہیئے اور دیانتِ شرعی کو